دفتر غم و الم کا ہی داستان محجوب
ہر لفظ لفظ اس کا آہ و فغان محجوب
ارمغان محجوب

ن اعمال سے اخلاق و کرم سے محبوب-یاد آتا ھے بشر بعد فنا یاد رھے

پتہ کیا مٹنے والون کا ملے محبوب دنیا مین
نشان باقی نہ ہونا ہی نشان ھے بے نشانی کا۔

رائے محبوب راج "محبوب"

خلف اصغر راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ "باقی"

اوّل

رباعیاتِ حمد

مصنفہ راجہ نرسنگھ راج بہادر عالیؔ

یارب جو کہوں مُنہ سے سخن تیرا ہے
سب جسم ترا اور دہن تیرا ہے
اِن پھول کے رنگ اور یہ گلہائے عجیب
یارب تیرے ہیں سب چمن تیرا ہے

۲

مسکین بیکس کا ہے سہارا مولےٰ
ہے ڈوبنے والوں کا کنارا مولےٰ
عالیؔ کا یہی ہے اعتقادِ راسخ
گر دُکھ بھی تو دے تو ہے ہمارا مولےٰ

۳

پوشیدہ ہے گو جلوہ عیاں تیرا ہے
کثرت ہو کہ وحدت ہو نشاں تیرا ہے
کس کے دل میں نہیں ہے تیرا مسکن
کس کے لب پر نہیں بیاں تیرا ہے

۴

میں وصف کروں کس سے زباں تیری ہے
اور دی ہوئی طاقتِ بیاں تیری ہے
عالیؔ کا خداوند ہے دل کا مالک
تن تو نے دیا ہے تن میں جاں تیری ہے

مرثیہ برادر

مصنفہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر عالی

یہ دھن کوچ کی دل میں کیسی سمائی
دیا مجھ کو بے وقت داغ جدائی
مری کونسی بات تم کو نہ بھائی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

۲

وہ حسن جوانی وہ شان برادر
مجسم محبت وہ جان برادر
سناؤں کسے داستان برادر
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

۳

تھی صورت بہت بھولی بھالی تمھاری
محبت تھی سب سے نرالی تمھاری
وہ تصویر کس نے چھپا لی تمھاری
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴)

معاون تھے بالذات بچپن سے میرے — رہے پاس دن رات بچپن سے میرے
دیئے ہات میں ہات بچپن سے میرے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۵)

مجھے ایک بس اپنا تم جانتے تھے — بجائے پدر مجھ کو گردانتے تھے
مری بات ہر وقت تم مانتے تھے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۶)

تمھاری مروّت کا قائل جہاں ہے — تمھاری شرافت ہر اک پر عیاں ہے
تمھاری محبت کا ہر جا بیاں ہے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۷)

نہ ہمت تمھاری میسر کسی کو — نہ جرأت تمھاری میسر کسی کو
نہ الفت تمھاری میسر کسی کو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۸)

فدائے سخن اور سخن سنج تھے تم — شرافت کے اک بے بہا گنج تھے تم
شریک غم و راحت و رنج تھے تم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۹)

تری جان سے مطمئن جان میری
محبت پہ تھی جان قربان میری
بجز تیرے باقی نہیں شان میری
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۰)

علالت میں میری نہ سوئے کبھی تم
محبت سے چھپ چھپ کے روئے کبھی تم
نہ پاس آئے بے اشک دھوئے کبھی تم
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۱)

ثنا گو تھے تم شاہ عثماں کے دائم
وفاداری و جاں نثاری پہ قائم
متنفر تھا اس سے کرے جو جرائم
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۲)

ہے ایوان شاد اور مجلس سخن کی
یہ کہتے تھے ہے قدرداں اہل فن کی
بتاؤ کہ اب سیر ہے کس چمن کی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۳)

ہمیشہ قضا کو کیا یاد تم نے
کیا جلد یوں خود کو آزاد تم نے
کسی کی سنی کچھ نہ فریاد تم نے
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۴)

بخار آہ زہریلا آیا تھا کیسا
طبیبوں کو جس میں ہوا تھا دھوکا
پیام اجل آ گیا وا دریغا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۵)

طبیعت بگڑ کر سنبھلنے لگی تھی
نہ تھی پہلے پھر نبض چلنے لگی تھی
ہوئی سیدھی گردن جو ڈھلنے لگی تھی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۶)

تھے صحت کی امید میں سب اطبا
یہی جانکر خوش تھے سارے اعزا
نہ جانبر ہوئے تم نہ نکلی تمنا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۷)

دوا نے نہ اپنا اثر کچھ دکھایا
کئے ڈال اور جتن کچھ کام آیا
بڑوں کی نہ نیکی نے تم کو بچایا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۸)

ہمیشہ تھا بھادو کا تعویذ بھی تھی سر
قضا نے کیا آ کے کس طرح بے کس
یہ کر دیتی ہے سب کو مجبور و بے بس
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۹)

تھی تاریخ چوتھی مہینہ تھا آبان
سن و سال چالیس فصلی کا مہماں
ہوا پنجشنبہ کو رحلت کا ساماں
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۰)

ہلالی ربیع دوم کا مہینہ
تھی چھبیسویں[۲۶] اس کی تاریخ اے وا
جدائی کی ساعت ہوئی ساڑھے گیارہ
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۱)

ترا نام محبوب جس نے رکھا تھا
وہ محبوب تھا جان ملک کن کا
تو عالم کا محبوب کیونکر نہ ہوتا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۲)

یہ افسوس تھا گیارہویں کا مہینہ
خدا کے وہ محبوب دیں کا مہینہ
مقدس ہے یہ روزیں کا مہینہ
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۳)

تمھیں نام کی لاج کیسے پڑی تھی
مگر ہے غضب موت سر پر کھڑی تھی
جدائی کی درپیش نازک گھڑی تھی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۴)

امیدوں پہ افسوس ہے خاک ڈالی — جدائی کی یہ طرح تم نے نکالی
کہ خود چھپ رہے اپنی صورت چھپالی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۵)

مجھے داغِ غم دیکے ایسا رلایا — کہ اب جسم گھلتا ہے اپنا پرایا
مصیبت پہ میری ترس کچھ نہ آیا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۶)

ترے لب پہ یوں تو ہمیشہ ہنسی تھی — دمِ مرگ پر ہائے کیا بے بسی تھی
عزیزوں میں کیا جان تیری پھنسی تھی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۷)

محبت میں کیسے دغا دے گئے تم — تمنائیں دل میں سبھی لے گئے تم
ہمیں چھوڑ کر پاس کس کے گئے تم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۸)

تمہاری سعادت سے خوشدل تھی مادر — بہت تم سے خوش تھے پدر اور برادر
تمہارے تھے شیدائی زن اور خواہر — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۹)

تمہیں بوڑھی ماں ہی کا کچھ پاس آیا — نہ بچوں کا بیوی کا کچھ پاس آیا
نہ بدبخت بھائی کا کچھ پاس آیا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۰)

جگت اور گرو دہر کو تم نے بھلایا — تمھیں وشو بشر ہنیں یاد آیا
نہ کرپا نہ دھرما نہ یا دائی بابا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۱)

لگائے شجر حیف پھل بھی نہ کھائے — جوانی کے ارماں نکلنے نہ پائے
گئے تم تڑپتے ہیں اپنے پرائے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۲)

ہمیشہ رہے یاد نرہر کی کرتے — رہے شیام اور رام کا دم ہی بھرتے
انہی کا وظیفہ پڑھا مرتے مرتے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۳)

جو بگڑا تھا گھر اب سنبھلنے لگا تھا — یہ باقی کا گلزار پھلنے لگا تھا
زمانے کو تھا رشک جلنے لگا تھا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

نام فرزند دوم
نام فرزند اکبر
نام فرزند خورد
فرزند کلاں رام
فرزند دوم رام
فرزند خورد رام

(٣٤)

کسے اپنے دل کی میں حالت دکھاؤں — کہانی کیسے اپنے غم کی سناؤں

میں اب روٹھی قسمت کو کیونکر مناؤں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٣٥)

تمھیں ہم تو روتے ہیں تم ہنس رہے ہو — کہ بیکنٹھ میں جا اب بس رہے ہو

ہمیں غم کی زنجیر میں کس رہے ہو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٣٦)

تو زندہ تھا زندہ دلوں میں ہمیشہ — تری روشنی محفلوں میں ہمیشہ

میں تیرا پونگا اب بھولو نہیں ہمیشہ — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٣٧)

تو دل کے مالک کرو راج اٹھو — ڈھلا دن بہت سو چکے آج اٹھو

تمھیں یاد کرتے ہیں مہاراج اٹھو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٣٨)

زباں بند کر کے کہاں سو گئے ہو — مروت سے کیوں منحرف ہو گئے ہو

کہاں ڈھونڈوں تم کو کہاں کھو گئے ہو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٣٩)

گھٹایا محبت کو اتنا بڑھا کر — رلا خاک میں مجھ کو جلوہ دکھا کر
گلے سے مرے پھر لپٹ جا تو آ کر — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤٠)

عزیزوں سے منہ موڑ کر چل بسا تو — اکیلا مجھے چھوڑ کر چل بسا تو
مری آس کو توڑ کر چل بسا تو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤١)

میں کس سے کروں تیری فریاد بھائی — سناؤں کسے تیری بیداد بھائی
تری یاد کر دے گی برباد بھائی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤٢)

بتائے کوئی ایسا بھائی کہاں ہے — اگر بھائی ہو بھی فدائی کہاں ہے
فدائی جو ہو دلربا بھی کہاں ہے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٤٣)

مجھے کون اب بھائی کہہ کر پکارے — لگائے گا اب کون مجھ کو کنارے
میں زندہ رہوں ہائے کس کے سہارے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۴)

نہیں قوت بازو اب کیا کروں میں
جیوں کچھ دنوں یا تڑپ کر مروں میں
نہیں صبر کی سل کہ دل پر دھروں میں
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۵)

کہاں جا کے ذکر تباہی کروں گا
میں قسمت کی کیا داد خواہی کروں گا
میں کیا جی کے اب یا الٰہی کروں گا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۶)

کبھی سر کو ٹکرا کے میں پھوڑتا ہوں
کبھی غم کی شدت سے دم توڑتا ہوں
ملے تو تو دنیا کو میں چھوڑتا ہوں
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۷)

میں تقدیر کے بل پہ اب جی رہا ہوں
لہو کے فقط گھونٹ میں پی رہا ہوں
جدائی کے زخموں کو یوں سی رہا ہوں
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۸)

خدا دے اگر ایسا بھائی کسی کو
دکھائے نہ اُسکی جدائی کسی کو
نہ دے دردِ بے اعتنائی کسی کو
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۹)

جو ہونا ہے ہوتا ہے کیا پیش کیا کم — مگر مجھ کو اس بات کا ہے بڑا غم

ملو گے نہ ہم سے کہاں تم کہاں ہم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۵۰)

مرے دوستا احباب سن لیں کیا ہے — یہ عالیؔ کے مجروح دل کی صدا ہے

یہ محبوب کا ماتمی مرثیا ہے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

نوحہ برادر

مصنفہ

ایضاً

مرے پیارے بھائی نے دل بھلا کر — کیا کوچ اس خلق سے ہاتھ اٹھا کر

امیدوں کی کشتی کو میری ڈبویا — غم و ہم کے دریا میں تم نے بہا کر

اگر پیارے بھائی تھی مجھ سے محبت — ہنسانے کے بدلے گئے کیوں رلا کر

تمھیں پاس اس کا ذرا بھی نہ آیا — کہ وعدے کئے کیا تھے تم نے جتا کر

جو امید ہوتی چلے آؤ گے تم — تمھیں ڈھونڈھتا اپنی آنکھیں بچھا کر

نہ آیا تجھے رحم اے مرنے والے
بہت سی امیدیں تھیں وابستہ تم سے
مرے دل کی رنجش کو تم نے مٹایا
نہ محبوب ایسا بھائی ہوگا جہاں میں
وہ مرقد کے اشعار اب پڑھ گئے ہو
تو عینی برادر تھا محبوب بھائی
مرے پوچھنے والے جب ہو جہاں میں
محبت کا پتلا کہیں تجھ کو کیونکر
جو مرنا تھا پھر کیوں محبت بڑھائی
ترے دوست دشمن تجھے چاہتے تھے
مرے زخم دل کیلئے کچھ نہ چھوڑا
یہ کہنا ترا میں نہ بھولوں گا بھائی
ترا ساتھ کھانا ترا ساتھ رہنا
مرے دل کو بہلاتا تھا تو ہمیشہ

ہوا خاک تو ہم کو زندہ جلا کر
گئے سبز باغ ایسے ایسے دکھا کر
گئے روٹھ خود حیف مجھ کو منا کر
فدا ہو گیا ہائے خود کو مٹا کر
رلایا تھا تم نے جو سب کو سنا کر
نظر کھا گئی کس کی یوں قہر ڈھا کر
گیا چین سے کس طرح منہ چھپا کر
بڑے بھائی کو مار ڈالا جلا کر
گھٹایا محبت کو تو نے بڑھا کر
کہ رکھا تھا دنیا میں سب کو بنا کر
محبت کا نایاب مرہم بنا کر
اٹھانا نہ ہرگز مجھے تم سلا کر
میں زندہ رہوں دل سے کیونکر بھلا کر
کبھی یہ سنا کر کبھی وہ سنا کر

مجھے زیست کی کچھ بھی خواہش نہیں ہے — کہا تو نے مہراج کو یہ سنا کر
نظر پھیر لی تم نے سنسار جہاں سے — رسیلی وہ آنکھیں کفن میں چھپا کر
نظر پھر نہ آئی وہ صورت تمہاری — کہاں لیگئے لوگ نہلا دھلا کر
دغا بھی جو دینا تھا کہدیتے مجھسے — بچھڑنا نہ لازم تھا مجھ کو ستا کر
ترس بھی تجھے بوڑھی ماں پر نہ آیا — گیا آٹھ آٹھ آنسو اُس کو رُلا کر
بڑے ناز سے تجھ کو جس ماں نے پالا — اُسی کو دیا داغ یہ قہر ڈھا کر
تری بیوی کا حال کیسا بُرا ہے — ذرا رحم کر آنکھ اپنی تو وا کر
ترے چھوٹے بچے بلکتے ہیں تجھ بن — گیا کس طرح اُن کو دل سے بھُلا کر
بھروسہ یہ کس کے ہے بچوں کو چھوڑا — کہ خود مٹ گیا تو یہ نقشہ جما کر
تمہارے لئے کب یہ زیبا تھا بھائی — اکیلا مجھے چھوڑ جانا رُلا کر
ترے واسطے کرتا جو مجھ سے ہوتا — سمجھتا جو یہ تو پھر آئے گا جا کر
تجھی نے دیا ہے مجھے دردِ فرقت — تو ہی بھائی اس رہ کی اب وا کر
مرے سامنے مرنے کو جو کہا تھا — گیا ہائے تو مجھ کو وہ دن دکھا کر
کہیں کا نہ رکہا مجھے تو نے بھائی — محبت کا یوں اپنی بندہ بنا کر

اجل لے گئی اے وفادار بھائی
سبق بے وفائی کا تجھ کو پڑھا کر

مجھے کاش تو اپنے ہمراہ لیتا
تو میں سرخرو ہوتا دنیا میں آ کر

وہاں جا کے بھی بھائی مجھ کو نہ بھولو
گلے سے لگا لو مجھے اب بلا کر

پکاروں کسے کہکے میں پیارے بھائی
کہوں کس سے امداد مجھ کو عطا کر

تو عالی کی سن عرض اے میرے مولیٰ
اسے قید رنج و الم سے رہا کر

نوحہ دیگر

مصنفہ

ایضاً

وہ عالی گھر ہمارے محبوب راجہ
وہ فرخ سیر پیارے محبوب راجہ

بہت ہم نے آنکھوں سے ڈھونڈا تمہیں
نہ آئے نظر پیارے محبوب راجہ

ہیں شیدا تمہارا ہو کیوں ہو گئے پھر
خفا اسقدر پیارے محبوب راجہ

ہیں زندہ ہوں لیکن ہے حالت ہے جیسے
نہیں تن پہ سر پیارے محبوب راجہ

ہمیں چھوڑ کر اب کیا ہے یہ تم نے ‏— کہاں کا سفر پیارے محبوب راجہ

ہمیں سے تھی الفت ہمیں سے محبت ‏— ہمیں سے حذر پیارے محبوب راجہ

دگر سب کو سمجھا تھا تیرے لئے میں ‏— تو ہی تھا جگر پیارے محبوب راجہ

فرشتہ تھا تو تیری لیاقت تھی اعلے ‏— نہ تھا تجھ میں شر پیارے محبوب راجہ

محبت تری ہو کا دیگی یہ ہم کو ‏— نہیں تھی خبر پیارے محبوب راجہ

بہت سادگی تھی تری زندگی میں ‏— نہ تھا کرّو فر پیارے محبوب راجہ

نہ بھولونگا تیری محبت کی باتیں ‏— کبھی عمر بھر پیارے محبوب راجہ

جدائی میں تیرے نہیں ہائے رکتے ‏— مرے اشک تر پیارے محبوب راجہ

تڑپتا ہے بدبخت بھائی تمہارا ‏— کرو اک نظر پیارے محبوب راجہ

زمیں سخت اور آسماں دور مجھ سے ‏— میں ڈھونڈوں تم کدھر پیارے محبوب راجہ

کرو زندگی کا مری فیصلہ تم ‏— ادھر یا ادھر پیارے محبوب راجہ

مرے نوحہ غم کا تم پہ ذرا بھی ‏— نہیں کیوں اثر پیارے محبوب راجہ

زباں پر مری ورد بس نام تیرا ‏— ہے شام و سحر پیارے محبوب راجہ

مجھے کہتے میں چھوڑ دیتا جہاں کو ‏— تھے ناراض گر پیارے محبوب راجہ

ترے ساتھی صرف انسان نہیں ہیں — ہیں دیوار و در پیارے محبوب راجہ

تجھی کو سمجھتا تھا میں گھر کا مالک — یہ کس کا ہے گھر پیارے محبوب راجہ

نہ دولت رہی اور نہ دولت کے مالک — رہا کس کا زر پیارے محبوب راجہ

نہیں کرتے یاد اور ترے دوست اب تک — گیا تو گذر پیارے محبوب راجہ

ترے دم سے جو ہو رہا تھا سہانا — وہ سونا ہے گھر پیارے محبوب راجہ

فقط تو ہی تو مجھ کو آتا نظر ہے — میں دیکھوں جدھر پیارے محبوب راجہ

مری بے خبر گر ہے دل سے محبت — نہ تاخیر کر پیارے محبوب راجہ

سفر کرنے میں ہم سے کی تم نے سبقت — رہے تو راہبر پیارے محبوب راجہ

دوا کچھ نہ دی تم نے پر عمر بھر کو — دیا درد سر پیارے محبوب راجہ

دعائیں مرادیں جہاں بھر کی تجھکو — ہوئیں بے اثر پیارے محبوب راجہ

سبھی بزم میں ہیں اعزا احبا — نہیں تم مگر پیارے محبوب راجہ

کسی نے کہا بھی نہیں عمر تیری — ہے یوں مختصر پیارے محبوب راجہ

گئی میری طاقت گئی میری ہمت — ہوئے بال و پر پیارے محبوب راجہ

تمہارے سوا لاؤں اب میں کہاں سے — کوئی چارہ گر پیارے محبوب راجہ

تجھے رحم کچھ بھی نہیں ہائے آتا | مرے حال پر پیارے محبوب راجہ
بتا کتنے عرصہ کی محنت سے تو نے | بہم کی یہ سپر پیارے محبوب راجہ
ترے ایک جانے سے گھر بھر کی حالت | ہے زیر و زبر پیارے محبوب راجہ
ترے بیوی بچے تجھے جیتے یہاں تک | تری آس پر پیارے محبوب راجہ
نہ رکھوں عقیدہ کروں یا بھروسہ | کسی قول پر پیارے محبوب راجہ
میں کرتا نہیں پیچھے بچوں کی خاطر | کبھی چشم تر پیارے محبوب راجہ
گذر کر دکھایا سبھی کو کہ دیکھیں | یہ ہے رہگذر پیارے محبوب راجہ
میں سمجھا تھا تیری محبت رہیگی | بہت بے ضرر پیارے محبوب راجہ
یہ دکھلایا تو نے نہیں ساتھ دیتے | برادر پسر پیارے محبوب راجہ
جو تھی زندگی تجھ سے پر امن و راحت | ہوئی پر خطر پیارے محبوب راجہ
اودھر جا کے کیوں سب کو تڑپاتا ہے تو | ادھر آ ادھر پیارے محبوب راجہ
گیا تو تو خوش چھوڑ کر جاں میری | مصیبت کا گھر پیارے محبوب راجہ
مری آہ سے کانپتا تھا فلک بھی | نہیں اب اثر پیارے محبوب راجہ
ہیں برگ و گل و شاخ تیرے یہاں پر | نہیں اک شجر پیارے محبوب راجہ

نہ امید تھی جاؤ گے تم یہاں سے — مرے پیشتر پیارے محبوب راجہ

اجل کے مقابل تمہیں ہنستے دیکھا — تھے سینہ سپر پیارے محبوب راجہ

جدائی کا تیری لگا ہائے نشتر — رگ قلب پر پیارے محبوب راجہ

کرو چین جنت میں تم۔ اور ہم لوٹیں — یہاں خاک پر پیارے محبوب راجہ

دوا کون دے تیری فرقت ہیں مجھ کو — ہے درد جگر پیارے محبوب راجہ

ملے جنسے تم انکی تسخیر کر لی — تھے جادو نظر پیارے محبوب راجہ

فدائی تھے مالک کے تم خاندانی — فدا ملک پر پیارے محبوب راجہ

شب غم تو کٹتی نہیں روتے روتے — کہاں ہے سحر پیارے محبوب راجہ

نہیں بحر عالم میں تابندہ اب تو — وہ روشن گہر پیارے محبوب راجہ

شجر دیکھنے کو ہرا ہے بھرا ہے — نہیں بارور پیارے محبوب راجہ

دکھاؤ ذرا مجھ کو صورت پھر اپنی — کدھر ہو کدھر پیارے محبوب راجہ

ترا نوحہ سنکر کہاں تاب لائے — کسی کا جگر پیارے محبوب راجہ

مرے درد دل کا بڑا تھا فسانہ — کیا مختصر پیارے محبوب راجہ

میں سب جانتا ہوں نہیں مانتا دل — ہے عالی بشر پیارے محبوب راجہ

رباعیات

مُصنفہٗ

(ایضًا)

بھائی سے اگر دل کو لگایا تو نے
دھوکا عالی بُرا یہ کھایا تو نے
سچ ہے کہ محبت کا ہے انجام بُرا
اُس کا صلہ درد و غم ہی پایا تو نے

(۲)

سمجھے تھے شریک کار بھائی ہوگا
معلوم نہ تھا کہ رنج جدائی ہوگا
تقدیر پلٹ جائیگی اپنی عالی
کچھ اور ہی منشائے الٰہی ہوگا

(۳)

چھوٹا مرا محبوب سا بھائی بھائی
پاؤں گا کہاں ایسا فدائی بھائی
عالی کو جو آجاتی تو اچھا ہوتا
بے وقت قضا تیری آگئی بھائی

(۴)

جب چاپ خموشی سے گذرنا اچھا
دنیا کا کوئی کام نہ کرنا اچھا
عالی یہ تیری بدنصیبی افسوس
بن بھائی کے جینے سے تو مرنا اچھا

(۵)

پاؤں کہاں محبوب سا سچا بھائی — مونس ہمدم رفیق شیدا بھائی

ہونے کو تو بھائی ہوئے رہتے ہیں بہت — مشکل سے ملا کرتا ہے ایسا بھائی

(۶)

کس کیلئے ہائے اب میں دنیا میں رہوں — دنیا کے مصائب کو سہوں صبر کروں

عالی جیتا تھا صرف جینے سے ترے — اب دونوں برابر ہیں جیوں یا کہ مروں

(۷)

بازو کا تھا زور میرا پیارا بھائی — تیرا ہی تھا بس مجھے سہارا بھائی

ملتا نہیں ایسا بھائی عالی سب کو — جس وصف کا تھا ہائے ہمارا بھائی

(۸)

تم یاد سے اپنی اب ستایا نہ کرو — غمگیں ہوں میں غضب ڈھایا نہ کرو

عالی کو دیا خواب جہاں میں دھوکا — بہتر ہے کہ خواب میں آیا نہ کرو

سلسلۂ تواریخ

وفات راجۂ محبوب راج محبوب خلف اصغر راجہ گردھاری پرشاد نبسی راجہ محبوب نواز ونت باقی

قطعہ تاریخ طبعزاد ڈاکٹر راجہ گوبند پرشاد صاحب احساؔن نبیرۂ مہاراجہ سر کشن پرشاد ... ایم ڈی ہومیو (میڈلسٹ) ایم - بی ایم - سی ایم - پی ایچ - سی وکیل

در صنعت عجیب و غریب

قضا کرد محبوب راجہ صد آہ	شنیدم یکایک صدائے حزیں
پے یادگارش چو شد فکر سال	ندا داد از غیب ہاتف چنیں
کہ تو در جمل خوب داری کمال	عیاں کن ز نامش تو سال حزیں
بگو کنم آشکارا ز نامِ	عجب صنعتے ہست این ہم ببیں
ز نامش تو یک حرف برگیر میمؔ	کہ حرفیست اول بنامش ہمیں

جُدا کن تو ہ ۔ ج ۳ از آخرش | پس آنرا بہم زن نتیجہ ۱۵ مبین

بگر سال ہجری ز احسان مہرس
بزن آخرین ۱۵ را تو بر اولین ۹۰

۹۰ + (۵ + ۳ = ۱۵) = ۱۳۵۰ ہجری

دیگر ایضاً مصنفہ

قضا کرد افسوس محبوب راج | ز احباب شد ج و د و ا
بگو سال فصلی تو احسان جنیں پیا | زغیب آمد ایں ن و د و ا
از اول تو گیری جو یک حرف "م" | از آخر تو دو حرف ج و ا

ز نامش گرفتہ تو ایں سہ حروف
مسلسل بنہ "م" "و" "ج" "و" "ا"
۴۰ ۱۳ ف

دیگر اردو مصنفہ ایضاً

دکن میں تھے مشہور محبوب راج | کوئی انکی تعریف لکھے گا کیا

مگر ہاں میں کہتا ہوں اتنا ضرور
متانت میں تھے آپ اپنی نظیر
شجاعت میں کم کسی سے نہ تھے
دیانت تھی ایسی کہ بے مثل تھے
حقیقت میں وہ صف تھا اک گہر
ترقی ادھر اُن کی ہونے لگی
جوانی کے عالم میں ٹوٹا پہاڑ

او نقص جس نے دیکھا بہت خوش ہوا
لیاقت کا خوب انکی سکہ چلا
فراست میں تھا رنگ انکا نیا
ذہانت تھی ایسی کہ ڈنکا بجا
انھیں چھ گہر نے کیا کیا سے کیا
اودھر اُن کا دشمن فلک بنگیا
قضا نے کیا اُن کو سب سے جدا

ہوئی فکر تاریخ احسانؔ کو جب
تو بس چھ گہر کو اکٹھا کیا

۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵

۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ مصنفہ جناب رائے بشن لال صاحب احسنؔ داماد خورد
راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقیؔ

کیا موہنی تھی تم میں جادو نظر تھے تم
محبوب تم دلوں کے تھے اور نیک نام
ہر بات میں تمہارا رہتا تھا بس خیال
سب لوگ چھوٹے تم سے تم سب سے چھٹ گئے

یا نام کے سبب سے محبوب عام میں
تھا کیا اثر الٰہی اس پیارے نام میں
یاد آتی ہے تمہاری ہر ایک کام میں
پایا ہے تم نے آرام اب فات ام میں

تاریخ دے رہی ہے یہ احسن پتہ ہمیں
محبوب آج تم ہو بیکنٹھ دھام میں

۱۳ ھ ۵۰

قطعۂ تاریخ طبع زاد عالیجناب نواب بہادر یار جنگ اختر مینائی خلف حضرت امیر مینائی مرحوم مغفور

رحلت محبوب نے اک حشر برپا کر دیا
ہر جگر آوگار ہے۔ ہر آنکھ ہے خونبار آج
ہاتھ آیا ایک اختر مصرعِ تاریخ فوت
اٹھ گئے بیوقت کیا محبوب دل محبوب آج

۱۳ ھ ۵۰

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی رام پورن صاحب انتظار آبادی جیمز ضلع سیتاپور اودھ - تلمیذ جناب تائب لکھنوی

اپنے کیا غیر بھی - یہ سن کے خبر
صدمۂ دل سے ہو گئے غمگین

بے سر من انتظار لکھو
ہے ہے محبوب راج خلد نشین

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے بالا پرشاد صاحب منتظم دفتر صدر محاسب سرکار عالی

ہوئے محبوب راج حق سے واصل
بڑے وصّاف کے صاحب سخن تھے

لکھی بالا نے یہ تاریخ رحلت
مجسم خوبیٔ اخلاق و گن تھے

۱۳...

تاریخ طبعزاد جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب بشر حیدرآبادی خلف حضرت مولوی محمد عبد العزیز صاحب مرحوم برادر زادہ حضرت عاشق علیہ الرحمۃ

تاریخ فارسی

نوجوان فرزند باقی سوئے عقبی شد رواں
شاعر نامی امیر خوش وضع نیک بود

با دل محزون بشر تاریخ فصلی زد رقم
رفتہ از دار فنا محبوب راج اہل جود

۱۳۲۰

ایضاً اردو

گئے ہائے دنیا سے محبوب راج	فلک تونے یہ داغ کیسا دیا
لبشر سال اس سانحہ کا لکھو	صد افسوس محبوب نے کی قضا
	۵۰ ۱۳ س

ایضاً در نثر در صنعت صوری فصلی معنوی عیسوی

تیرہ سو چالیس فصلی ہیں محبوب راج جلد فوت ہو گئے

۴۰ ۱۳ ف ۳۱ ۱۹ عیسوی

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب منشی رالا لتا پرشاد صاحب ہمارا لکھنوی

بوقت اجل نصیب رفتہ زجہاں	شد خاک بہار نوجوانی صد وائے
از روئے ہجر کن رقم سال ہاں	افتادہ گل از باد خزانی صد وائے
	۴۰ ۱۳ ف

قطعۂ تاریخ طبعزاد رائے پرتھی راج صاحب بی-اے جائنٹ سکٹری مجموعۂ بنگیرغیب خلف اکبر رائے بابا دوارا بیکنٹھ باشی منشی راجہ گرد ہاری پرشاد صاحب محبوب نواز و باقی

نادر محبتوں کے زندہ نظیر تھے	سہتے ہیں ہم جدائی محبوب راج حیف
کی مینے غور تاریخ نکلی زبان سے	بیوقت موت آئی محبوب راج حیف
	۱۳ھ۵۱

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار جناب رائے کھنو لال صاحب نائب سرفراز ہی یافتہ نظام سابس دکن خلد آشیان و ٹائیٹل یافتہ مہامنڈل دکبند ہ و مالک مطبع بہار اودھ لکھنؤ اگلی محلہ

اے سپہر پیر کیسا ستم تونے کیا	ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا دل عالم کا اور بنیاد
یہ سن اور یہ دن دکھلائے خدا دشمن کو بھی	اُف جوانا مرگ غش آتا ہے جب آئی ہے یاد
پاک صورت نیک سیرت خوشنصیب و خوش مزاج	دل کو کرتا تھا مسخر اسکا لطف و اتحاد
کیا گذرتی ہوگی اسکی والدہ کی جان پر آہ	خون کے آنسو بہاتا ہوگا قلب نامراد

رام لچھمن کی جگل جوڑی گئی کیسی بچھڑ
صبر دے ترسنگھ راجہ کو خداوند کریم
یہ خبر وحشت اثر جسنے سنی آنسو بھر آئے
انکی بیوی انکے بچوں کی نہ حالت پوچھئے
آٹھ دن بیمار رہکر سرگباشی ہو گئے
وائے قسمت مجھ کو بھی یہ غم بڑا سہنا پڑا
واقعی اسکی مشیت سے کوئی چارہ نہیں
صبر دے مرحوم کے خویش و اقارب کو خدا

ہو گیا پیک اجل ظلم و ستم میں پیشوا
اٹھ گیا جسکا جوان بھائی وحید الاتقیا
غش ہوئے اپنے پرائے دیکھ شیخ و زاہد
ہوش جاتے ہیں وہ سن آجاتا ہے جسوقت یاد
چار آبا نے بیابان کر دیا قصر مراد
گود کا کھیلا جوان ہو کر کہے تو خیر باد
اٹھ گئے دنیا سے لقمان فریدون و قباد
ایسے کاری زخم کو ہو گا یہی ہم مفاد

مصرع تاریخ نائب لکھ کہ بے سر ہو گئے
دانش و فیاضی و اخلاق و جود و علم و داد

سمت ۱۹۸۸ بکرم

ایضاً

ہو گیا وہ ہونہار اقبال و سکینہ با ثبات
نائب محزون نے لکھا مصرع سال وفات

قابلوں سے قابلیت کا جو لیتا تھا خراج
وائے دل خلد بریں کو چل بسے محبوب راج

۱۳۴۰ ف

ایضاً

ہے ہے جوا نا مرگ قیامت سے کم نہیں
اس سانحہ کو سُن کے نہ کیونکر دل بھر آئے

بیساختہ رقم کیا نائب نے سال مرگ
محبوب راجہ خلد نشاں ہائے ہائے ہائے

۱۳۵۰ ھ

قطعہ تاریخ از قلمِ حقیقت رقم در الشعراء کوئی بھوشن منشی رام سہائے صاحب تمنا سرفرازی یافتۂ حضور نظام سادس دکن حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ ایڈیٹر دربار لکھنو

افسوس رنج و ماتم و غم کا ہے یہ مقام
منہ فق ہوا ہے صبح کا گریاں ہے چشم شام

محبوب راج راجہ کی رحلت سے ہائے ہائے
ملک دکن ہیں نالۂ ماتم میں خاص و عام

بھائی بڑے جو راجہ نرسنگھ راج ہیں
حسرت سے اب تو آہ کی زباں پر ہے یہ کلام

قوت جو میرے بازو کی تھا اُسے چھوڑ کر
مشکل ہے اب تو صبر و تسلی کا انتظام

بیوہ جو ماہ ہے روتی ہے ہر وقت سرپٹک
کیوں جلد قصۂ عمر پسر کا ہوا تمام

بیکار ہے لخت جگر میں ہے زندگی
حیراں ہوں میری موت کا آیا نہ کیوں پیام

باقی کا نام زندہ و باقی جو رہ گیا — نور نظر بھی ان کا گیا سوئے سرگ دھام

پہلے تو سب کو رحلت باقی کا رنج تھا — اب ہے چھوٹے لڑکے کا صدمہ لا کلام

نرسنگھ راج راجہ کو واجب ہے صبر اب — ماں کو سنبھالیں کام یہ بھی ہے کٹھن بڑا کام

پژمردہ آہ کیوں نہ ہوئے تمنا زار کا — لوٹا اجل نے ہائے جو میوہ ابھی تھا خام

اس حادثے کی لکھوں میں تاریخ کس طرح — ہجری ہے سال بھر۔ رہے گا یہ غم مدام

تاریخ لکھ دے تو بھی تمنا بصد ملال

محبوب راج راجہ کی ہے فرقت اب دوام

۱۳۵۰ ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد عالیجناب مولوی شاہزادہ اختر مرزا بہادر صاحب عرف عن صاحب جگر لکھنوی

کیوں نہ سن کے یہ خبر ہر بشر مغموم ہو — واقعی یہ روز بد جانا تو دشمن کو بھی دکھائے

لکھ دیا کلک جگر نے مصرع سال وفات — ایک جوانمرگ کا گھر گھر ہے ماتم ہائے ہائے

۱۳۵۰ ھ

تاریخ طبع زاد عالیجناب جلیل القدر حضرت نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل استاد سلطان دکن

ہزار حیف کہ محبوب آج بھی نہ رہے
وہ قصرِ خلق کے روشن سراج بھی نہ رہے

وہ نونہال تھے گلزار رنجہ باقی کے
وہ میگسار تھے اُس فن میں وقار ساقی کے

وہ بادۂ سخن جانفزا کے متوالے
مزے بہار معانی کے لوٹنے والے

سخن شناس تھے خوش فکر تھے سخنور تھے
ریاض لطف و مروت کے وہ گل تر تھے

وہ انکی صورت دلکش وہ سیرت محبوب
وہ انکا حسن تکلم وہ صحبت مرغوب

وفا پرست تھے احباب کے فدائی تھے
دُرِ یگانۂ دریائے آشنائی تھے

ستم ہے آگئی قضا عین نوجوانی میں
کچھ اور دن نہ ٹھہرے دار فانی میں

کلیجے ہو گئے اس سانحے سے صد پارہ
مگر مشیت و حکم خدا میں کیا چارہ

جلیل کی ہے یہ تاریخ ناوکِ قاتل
کہ آج دل غم محبوب سے ہوا بسمل

۵۰ ھ ۱۳

قطعۂ تاریخ طبع زاد رائے بردو من راج حضرت حیدرآبادی خلف رائے بشن لال صاحب

نبیرہ راجہ باقی مرحوم

تھے صاحب فضیلت اور صاحب ہمم
اور بیکسوں کے سر پر وہ چتر آہ تھے

حضرت نے فکر جب کی تاریخ یہ ہوئی
محبوب راج ماموں حکمت پناہ تھے

۱۳ ف ۰ ۵ ھ

اشک غم

از جناب کیم جگناتھ پرشاد صاحب حشمت پروپرائٹر دکن پنچ

ملک و ملت کو ترے غم کی بہت اچھیا تھی رنج
اِس جوانی میں ترا دنیا سے کر جانا سفر

آہ اے جانِ شرافت آہ اے محبوب راج
خونچکاں آنکھیں ہیں تیری گرپئے ہنگام غم

واسطے احباب کے ہے باعثِ ہجر و بکا
گو تجھی مر آج تک کس کی منہ سے کاہیں

موت کی آغوش میں افسوس جانا ترا
وہ ترا زورِ تخیل وہ اچھوتی بندشیں

تیرے پہلو میں نہاں تھا اک خزانہ درد کا
تیرے دل کے آئینہ میں جو ہر نایاب تھے
کس نے دیکھا تھا نوشتہ خامۂ تقدیر کا

منبع اوصاف تھا تو پیکر اخلاق تھا
کر دیا حسن کو مجلیٰ اور فیض شاد نے
تو یکایک سطح ہو جائیگا ہم سے جدا

دیکھ حشمت مرگ بے ہنگام عبرت خیز ہے
کس قدر دنیا کا ہر ذرہ فنا انگیز ہے

قطعات تاریخ طبع زاد جناب ایشر سنگھ صاحب نشتر حیدرآبادی مصنف سنہرا دل و مکاتبات عشق وغیرہ

قطعہ

بادِ خزاں سے گل ہوئی شمع حیات
خوشتر نے لکھا کر کے غم یوں فرق زار

دنیا سے اپنے گھر گئے محبوب راج
افسوس رحلت کر گئے محبوب راج

۱۳۵۰ ھ

ولہ بصنعت ضرب

مرگِ محبوب راج نے اِس سال | کوہِ غم قلب پر گرایا ہے
توڑ ہے اور نوجوان مریں | اے فلک کب یہ تجھ کو زیبا ہے
راجہ پرسنگراج ہیں بشدت | قہر تازہ جو تیرا ٹوٹا ہے
آہ فصلِ بہار میں تو نے | رنگِ دورِ خزاں دکھایا ہے
ٹیس سی ٹیس ہے کلیجہ میں | درد سا درد دِل میں اٹھا ہے
آہ کس عالمِ جوانی میں | بھائی نے داغِ غم دکھایا ہے
"موت" اور وہ بھی۔ نوجوانی موت | جتنا غم ہو الٰہی تھوڑا ہے
سالِ رحلت جو اُنکا ہاتف نے | نفس سرد بھر کے پوچھا ہے

فلک نے پانچ بار اے خوشتر
"آہ محبوبِ راج" - لکھا ہے

۲۶۸ × ۵ = ۱۳۴۰ف

سنہ ۱۳۴۰ف

قطعہ تاریخ طبعزادِ جناب مولوی سید رحمت اللہ صاحب خود [illegible]

چاہتوں کو چاہنے کی عادت بھگوان ہے
میں جو انامرگی محبوب پر گریاں فضول

سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

اور قربت چاہتوں کی راحت بھگوان ہے
جلد تھے مر میں وہ جنکو چاہت بھگوان ہے

سنہ ۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ طبع زاد جناب مولوی سید حسن صاحب ذوقی حیدرآبادی ملازم محکمہ نظامت ٹپہ سرکار عالی

تو محبوب راجہ تھا مطلوب راجہ
کہا کلک ذوقی نے یہ سال رحلت

ادائیں تری ہر اک تھی مرغوب راجہ
کہ دل پہ ہوا داغ محبوب راجہ

۱۳۵۰ھ

یاد مرحوم

از جناب رائے پرتی راج صاحب سکینہ رفیق لا اسٹوڈنٹ نبیرہ نواب راجہ گردھاری پرشاد
محبوب نواز ونت باقی

یک بیک افسوس کیسی گھر پہ آفت آگئی
قوم پر کیا یاس و حسرت کی گھٹا اب چھاگئی

خود گئے کیا آہ وہ ہستی سینکڑوں کی لیگئے
کیا کہیں ہم گھر کی رونق کیا رہی اور کیا گئی

اٹھ گئے محبوب راجہ دار فانی سے حیف صد
موت کو بھی انکی صورت اور سیرت بھاگئی

ایسے اچھے بھائی تھے یہ مومن بھائی لاجواب
دیکھتے ہی دیکھتے کسکی نظر یوں کھاگئی

ہائے اب جڑ کٹ گئی نخل تمنا کی رفیق
جو کلی حسرت کی کھلنی تھی وہی مرجھا گئی

تاریخ نثر جناب رائے رگھونندن راج صاحب حیدرآبادی خلف رائے کشن لال صاحب مرحوم

رائے محبوب راجہ رحلت کرد
۱۳ ف ۴۰

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب بابو جوالا پرشاد صاحب فرش نگم
لکھنوی شاگرد جناب نائب لکھنوی

واقعی ہے سانحہ کا غم کہا جاتا نہیں
حیدرآباد دکن بھر میں بپا ماتم ہے آج

منہ سے بلبل کے سنا یہ نوحۂ تاریخ مرگ
چلدیے بلکیشہ لو شب چھوڑکر محبوب راج

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب صاحب راے صاحب رفیق حیدرآبادی

کہدیا ہاتف نے یہ تاریخ صوری معنوی
واقعات موت کہدے اے رفیق اب برمحل

عمر کی کچھ حد نہیں سمجھے ہوئے بوڑھا جوان
طے مسافت کرتے ہیں ملک عدم کی ہر اجل

کیا خطا تقدیر کی ہے شکوہ تدبیر کیوں
اپنا فعل اپنا ہے دشمن یہ ہے انجام عمل

حبس دم سینہ میں بلغم قبض معدہ ضعف دل
جمع ساماں ہو گیا تھا موت کا بس جاں گسل

وید حکما ڈاکٹر سب اپنی اپنی کر چکے
ہاتھ ملکر کہدیا افسوس ہے مرض اجل

آٹھ دن بیمار رہکر داغ دل پر دے گئے
یک بیک محبوب راجہ آنکھ سے ہوکر اوجھل

بیٹا گئے بھائی گئے بابا گئے کہتے ہیں سب
سینہ کوبی کرتے ہیں ماتم کا یہ ہی ماحصل

شان و شوکت لیگئے بیتاب سب کو کر گئے
سوگئے مرگھٹ میں جاکر چھوڑ ایوان و محل

صبر دے پسماندگاں کو رحم فرما اے کریم
جز ترے کرتا ہی کون آسان آخری مشکل کا حل

لاکھ ٹالے کب ٹلے جو کچھ بدا تھا ہو رہا	اور بداتا نے لکھا قسمت میں یہ ودھان

چوتھی آبان پنجشنبہ تھی جان محبوب میں
ایکہزار اور تین سو چالیس فصلی ہی اجل

۴۰ ف ۱۳

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب راے انر راج صاحب ساقی خلف اکبر راجہ نرسنگھ راج بہادر نبیرہ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی مرحوم

یہ جا چھوڑ کر سب کو راہی ہوئے	گئی گھر کی رونق گیا گھر کا تاج
یہ تاریخ ساقی کی ہے واقعی	سخن سنج یکتا تھے محبوب راج

۳۱ ۶ ۱۹

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی علی محمد صاحب ساقی خلف جناب یار حسین صاحب لکھنوی

حیدرآباد دکن میں کیا قیامت آگئی	فرطِ غم سے ہر کسی کی ہی زباں پر ہائے ہائے
بادلِ زار اسکا سال مرگ لکھدو تم ساقی	اٹھ گئے محبوب راجہ دل نہ کیسے بیٹھ جائے

۴۰ ۱۳ ف

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ طبع زاد عالیجناب معلّی القاب راجہ راجایان کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنت کے سی آئی ای
جی سی آئی ای پیشکار و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی المتخلص
شاد دام اقبالہ

دیا چاہنے والوں کو غم بلا کا
جوانی میں موت آئی محبوب راجہ

رہے آٹھ دن صرف افسوس بیمار
نویں دن خبر پہنچی مجھکو دل افگار

کہ کہتے ہیں عالی یہ فرزند باقی
کہ محبوب راجہ نے اسدم قضا کی

اچانک جو ایسی خبر مجھکو پہنچی
کہوں کیا جو حالت ہوئی میرے دلکی

ہوا غم کہ مبہوت سا رہ گیا میں
بہے اشک آنکھوں سے اور چپ رہا میں

تمہاری جوانی تمہاری محبت
تمہارا وہ خلق اور علمی لیاقت

ظرافت تھی دل میں عجب زندہ دلی تھی
ہمیشہ لبوں پر تمہارے ہنسی تھی

جو غم بھائی بچوں کو ماں کو ہوا ہے
ستم ہو وہ بیوی کا اس سے سوا ہے

غرض تم میں راجہ بہت خوبیاں تھیں
تھے محبوب دل تم میں محبوبیاں تھیں

دلوں کو لبھانا تمھیں یاد تھا خوب
ہوئی فکر مجھ کو کہ تاریخ لکھوں

حقیقت میں سب کے دلوں کے تھے محبوب
تھا مغموم میرا بہت قلب محزوں

تو اس وقت اے شاد ہاتف یہ بولا
دیا آپنے داغ محبوب راجہ

۱۳ ھ ۵۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب منشی رائے رادھیکا پرشاد صاحب شمس
خلف دیوان رائے رام لال مرحوم تلمیذ جناب تاب لکھنوی

اس خبر کو سن کے رخصت ہو گئے ہوش و حواس
گر پڑے آنسو نظر آنے لگا عالم سیاہ
شمس ازروئے اجل تم لکھدو تاریخ وفات
رفت از دار الفنا محبوب راجہ آہ آہ

۱۳ ف ۰۴

قطعۂ تعزیت مصنفہ جناب راے گوپال کشن صاحب شفیق حیدرآبادی صدر مدرس

کایستھ پاٹھ شالہ حسینی علم حیدرآباد دکن

جوانی میں داغ جدائی دیا | ہوا کس لیے اتنا برہم مزاج
برادر پسر خویش سب چھوڑ کر | روانہ ہوئے سوئے فردوس آج
یہاں سے روانہ ہوئے غیر وقت | نکالا کہاں کا یہ الٹا رواج
شفیق و رفیق و اعزا سبھی | ترستے ہیں صورت کو محبوب راج
ستم ہے ستم گو جوانی کی موت | مشیت یہی تھی تو پھر کیا علاج
رضائے الٰہی میں چارہ ہے کیا | پس اے دل ہے اب صبر کی احتیاج

فریضہ یہی ہے ہمارا شفیق
کریں مغفرت کی دعا حق سے آج

تاریخ طبعزاد جناب راے لچھمن پرشاد صاحب سکسینہ المتخلص بہ صدر لکھنوی

خلف راے نوبت راے صاحب مرحوم ساکن محلہ بازار کھا حال وارد شہر دہلی

تاریخ فارسی

چوں پسر اصغر باقی جنت مکاں — شد ز جہاں چار سو یافتہ غمہا رواج

صدمہ حزیں فزود از پے تاریخ سال — گفت زبان آفاق رفت راجہ محبوب راج

۱۳ ف ۴۰

ایضاً فارسی

زجہاں چو ناگہاں شد پسر جناب عالی — ز وفور درد ہمہ سر سنگ و خشت رفتہ

پے سال انتقالش بنوشت صدر محزوں — محبوب راج راجہ بسوئے بہشت رفتہ

۱۹ ع ۳۱

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب رائے گردھن پرشاد صاحب متخلص بہ راجہ خلف رائے ٹھاکر پرشاد صاحب نظم مرحوم

اس گئے گزرے زمانے میں فلک — اک غنیمت تھا دم محبوب راج

تو نے ایام بہاری ہیں مگر — ہم کو دکھلایا غم محبوب راج

کیوں نہ ہو اپنے لئے تا زندگی — روح فرسا ماتم محبوب راج

کسطرح یہ خامۂ عاجز کرے آہ اظہارِ غمِ محبوب راج

از سرِ حیف اُنکی تاریخ وفات
لکھدیا - ہے ہے غمِ محبوب راج

۱۳۰۴ ف

قطعہ تاریخ فارسی طبعزاد نیاز بہار راجہ نرسنگھ راج بہادر عالی

از برادر جدا شدم حیف
آمدش چوں قضا بے ہنگام
آں مرا بود قوتِ بازو
در محبت نداشت مثل و نظیر
حق تعالے دریں جہاں کس را
از فراقِ چنیں رفیق عزیز
گفتہ تاریخ ہاتف اے عالی

رفت بر جا من ستم بے حد
من کشیدم غم والم بے حد
مضطر از مرگ او شدم بیحد
با وفا صاحب کرم بے حد
ندہد ہم چنیں الم بے حد
اضطرابست دم بدم بے حد
راجہ محبوب داغ غم بے حد

۱۳۰۴ ف

قطعہ تاریخ اردو مصنفہ الصفاءؔ

قضا نے کیا تم کو اپنا نشانا
جہاں میں پہنچنے نہ تم ہائے محبوب

گدا اور سلطاں گئے چھوڑ گھر پر
اسی پر ہے نقش کف پائے محبوب

نہ تھا وہم تک یہ کہ آجائیگی موت
قضا لیگئی تجھکو ہائے اے محبوب

نہ حسرت نہ ارمان کوئی دل کا نکلا
ابھی تو سفر کی نہ تھی رائے محبوب

یہ حسرت بھری نکلی تاریخ عالی
تمنا نہ نکلی تری ہائے محبوب

۱۳ ف ۴۰

دیگر قطعہ تاریخ مصنفہ الصفا

محبوب راج میرے پیارے رفیق بھائی
گھر بھر کی روشنی تھے تم سے تھا اجالا

صورت میں سب سے بہتر سیرت میں سب سے بڑھکر
محفل میں شمع جیسے گلشن میں جیسے لالا

معلوم تھا نہ ہمکو وقت آئیگا تمہارا
بیوقت موت سے یوں ہی پڑیگا پالا

یوں دیکھے دم میں بھائی کہیں بند تم نے آنکھیں
موجود تھے سب لیکن کوئی نہ کام آیا
مرنے سے تیرے بیحال سب دوست ہو گئے ہیں

کیا زہر تھا مرض میں یا مر گیا تھا کالا
قائم رہا نہ کوئی دم تیرا اثر والا
مرنے کو مر تیرے میں مرنا تھا تیرا پالا

رو رو کے میں نے عالی تاریخ یہ نکالی
محبوب تو نے کیسا ہے موت مار ڈالا

۱۳ ھ ۵۰

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے بصیرو پرشاد صاحب قابل مدرس مارد
کمشنر علاقہ سرکار عالی

یہ دل بیتاب کیوں ہے درد کیوں رہ رہ کے اٹھتا ہے
یہ کس کی یاد آئی - کس کے غم میں چشم پرنم ہے

در و دیوار پر یہ کس لئے حسرت برستی ہے
یہ سب مغموم کیوں ہیں سوگ کس کا کس کا ماتم ہے

وہ نورِ خاندان محبوب راجہ نام ہے جن کا
انھیں کی موت حسرت ناک ہے اور باعثِ غم ہے

وہ شاعر تھے، وہ لائق تھے وہ تھے خیرِ مجسّم بھی
وہ تھے محبوب سب کے ۔ انھیں کا ذکر ہر دم ہے

غضب ہے ماں پہ ٹوٹا ۔ بھائی غم سے سینہ بریاں ہیں
عزیزوں میں جسے دیکھو بنا تصویرِ ماتم ہے

غضب کا سین ہے معصوم بچے چھوٹے چھوٹے ہیں
خدا ہی صبر دے ان سب کو وہ راحم ہے ارحم ہے

یہ میں کیا لکھ رہا ہوں خواب ہے یا واقعہ سچّا
جنوں ہے، خبط ہے، تاریخ ہے، یا نوحۂ غم ہے

ندائے غیب قابلِ صبر کا دل چیر کر آئی
سنِ رحلت یہی لکھ دو ۔ غمِ محبوب ہر دم ہے

۱۳۵۲-۲ = ۱

۱۳۵۰ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے گریرشاد صاحب صیغہ دار محکمہ نظم جمعیت صرف خاص مبارک

ظلم و ستم بپا ہو گیا تیرا مجھ سے اے چرخ
دکھایا تو نے غم کا اک آسماں سر پر

وہ کونسی ہستی ہے شاکی نہیں جو تیری
انس و جن و ملک سب کانپتے ہیں تھر تھر

سارا نظام شمسی گردش میں رات دن ہے
ارض و خور و قمر تک سب کھا رہی ہیں چکر

بھایا نہیں ہے تجھ کو بھائی دو لو کی
خلقت ہوئی ہے تیری کیا اسلئے ستمگر

باقی کے دو تھے فرزند کلیگ کے رام لچھمن
نرسنگھ راج اکبر محبوب راج اصغر

یک جان اور دو قالب تھے دونوں یہ برادر
افسوس ہے یہ جوڑی بھائی نہ تجھ کو آخر

محبوب چھوٹے بھائی تھے اسم بامسمیٰ
اخلاق کے تھے پتلے شیریں زبان سخنور

ان کو جدا کیا تو افسوس ہائے افسوس
بھائی سے خاندان ہے سارا جہان ہے ابتر

پورا ہوا نہ جو یہ سکا نہ اور ہوگا نہ
جانکاہ واقعہ ہے ہر ایک ہے متاثر

ہے دخل کسکو تیری قدرت میں اے مالک
یہ امر ہے مسلم کرتا ہے سب تو بہتر

مرحوم روح کو تو آنند دے خدایا
پسماندگوں کو اپنے اور صبر بھی عطا کر

انسانی زندگی کا مقصد ہوا یوں حل ہے
محبوب اور باقی واصل ہوئے بالآخر

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ انتقال راے گردھر راج صاحب خلف اکبر راے راج بہادر مخمور محبوب

والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا حیف	دل ہے پارہ پارہ غم سے اور سینہ چاک چاک
آگیا غم کے تلاطم میں یہ مصرع ذہن میں	ناخدائے کشتی تھے آسودہ محبوب پاک
	سمت ۱۹۸۸

قطعۂ تاریخ انتقال جناب مولوی ابوالاسرار حاجی محمد جہانگیر صاحب مجید آغائی ابوالعلائی معتمد رسالہ جناب سخن

کب ہے یکساں حالت پر ہوا باغ دہر	آج کچھ ہے کل کچھ تھی کل اور ہی اور آج
شادمانی ہے کہیں اور ہے کہیں رنج و الم	ہے یہی قانون بنا ہے یہی رسم و رواج
نوجواں ہو یا ہو بچہ یا ہو برنا یا ہو پیر	کس کا رہتا ہے لیکن ایک حالت پر مزاج
آج تخت و تاج کے مالک ہیں کل کنج قبر میں	اور تخت و تاج کے مالک تھے آپ بے تخت و تاج
کس سے درد اپنا کہیں کس سے کہیں اپنا الم	کس سے حال اپنا کہیں کس سے کہیں دکھ اپنا آج
مقتضائے نالۂ دل ہے ولے با اینہمہ	کہہ دیا سال وفات راجہ محبوب راج

ہوگئے بیمار وہ کچھ ایسے ہنستے بولتے
جو دوا تھی بے شفا تھی جو دعا تھی بے اثر

کیوں نہ ہو فکرِ درماں کیوں ہوئی فکرِ درد
چارہ سازی میں ہیں مصروف بھی تو کیا ہوا

ہائے ہونا تھا جو قسمت میں وہی ہو کر رہا
نوجوانی کا کریں ماتم کہ روئیں خلق کو

داغ دل پر دے گیا اک پیکرِ خلق و حلم کا
نام تجھ سے آج روشن جعفرِ باقی کا تھا

ہائے تیرے ذکر سے آتا تھا کل لطفِ لطیف
نام کل تک تھا جو زینت بخش اوراقِ خیال

تابکے رنج و الم کہیئے بس فضلِ مجید

دیکھتے ہی دیکھتے بس ایسا کچھ بگڑا مزاج
درد جو تھا لا دوا تھا جو مرض تھا لاعلاج

بھائی کو بھائی کی خاطر تھی بھائی کو بھائی کی لاج
چھوڑ کر آرام و راحت چھوڑ کر سب کام کاج

ٹوٹا بھائی کا جو بازو لٹ گیا رانی کا راج
اے اجل تو ہی بتا ہم کو کوئی تدبیر آج

تیرا کیا کہنا ہے بیکس ہاشمی خوش مزاج
تو بھی تھا بزمِ ادب کا جگمگاتا اک سراج

آج تیرے نام سے ہوتا ہے دل کو اختلاج
آج فردِ خفتگانِ خاک میں ہے اندراج

شاعر و کوکب شکوہ و نوجوان محبوب راج

۱۳ ف ۴۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد عالیجناب مولوی سید مسعود علی صاحب محوی

حیرت سے آسمان و زمیں دیکھتا ہوں میں
کیا کھینچتا ہوں بارِ "الم" جبکہ بزم میں
۷۱

اک دلنشیں کو خاک نشیں دیکھتا ہوں میں
محبوبِ آج تجھکو نہیں دیکھتا ہوں میں

۱۳۴۰ ف = ۷۱ - ۱۴۱۱

قطعۂ تاریخ از طبعِ جناب رائے سدا شیو پرشاد صاحب مضطر حیدرآبادی

قوم کا محبوب تھا محبوبِ حق وہ ہو گیا
چھوڑ کر عز و حشم خویش و اقارب اور سب
مخزنِ اخلاق تھے اور معدنِ فہم و ذکا
رحلتِ محبوب کی تاریخ مضطر یوں لکھا

دیکھتے ہم سب سے عالمِ بقا کو وہ گیا
چل بسے محبوب تم سب جیو کا تو ان یاں رہ گیا
یاد کرنے کیلئے یہ ذکر بس یاں رہ گیا
جوہرِ شیریں کلامی خوب "بیاں" رہ گیا

۱۳۴۰ ف

قطعۂ تاریخ از طبعِ جناب مولوی محمد مظفر حسین صاحب سلمہٗ مظفر
مورخ و زمیندار شاہ آباد مصنف بہارستانِ مخزن و چمنستانِ مظفر وغیرہ وغیرہ

مجمعِ اوصاف و خوبی مصدرِ لطف و کرم
نیک سیرت پاک صورت وضعدار و خوش مزاج

انکے دم سے روشنی تھی عالم اخلاق میں
نوجوانی میں گئے صاحب دفعتہً دنیا سے وہ
آپ کی اولاد یارب دہر میں پھولے پھلے
فکر گر تاریخ کی لاحق مظفر ہے یہ لکھ

نیر برج شرافت بزم رفعت کے سراج
دل پکڑ کے رہ گئے احباب انکے ہائے آج
اور قضا لیا سے کر کے ہر ایک اپنا کام کاج
صاحب اخلاق لائق چل بسے محبوب راج

١٣ ف ٤٠

تاریخ طبعزاد جناب رائے بشیشور ناتھ صاحب منور لکھنوی خلف رائے دوارکا پرشاد افق
مرحوم ساکن نو بستہ شہر لکھنو حال وارد دہلی

مغفور نسبی راجہ باقی کے پور اصغر
لکھدے یہ منور تاریخ سال فصلی

دنیا میں تھے جو کل تک دنیا سے آج اٹھے ہائے
دار الفنا سے راجہ محبوب راج اٹھے ہائے

١٣ ف ٤٠

تاریخ طبعزاد عمدۃ النجبا مولانا مولوی حضرت سید محمد مہدی بادشاہ صاحب قادری
حسنی الحسینی کلاہ پوش زرین حیدرآبادی

کہہ رہے ہیں جاننے والے ہوا کیا ہائے آج
ہے بپا افسوس صد افسوس کا یہی احوال

گم اچانک ہو گیا پس ملک گونجے کا تاج
موت آ پہنچی کہ تھے یہ نوجوان محبوب راج

۱۳۵۰ھ

شعر تاریخی

ہو رہا سب عزیزوں کے دلوں میں اختلاج
دیکھتے ہی دیکھتے دم میں گیا محبوب راج

۱۳۵۰ھ

تاریخ مرگ جناب رائے مہندر راج صاحب حیدرآبادی خلف اصغر رائے کشن لال صاحب مرحوم

آہ محبوب راجہ نے داغ دیا

۱۳۵۰ھ

قطعہ تاریخ از نتائج فکر جناب پنڈت بشیشور راؤ صاحب کور المتخلص بہ مسرت

اے فلک! تو نے یہ کی ہے کس طرح ہم سے دغا
کر دیا محبوب کو کیوں دائماً ہم سے جدا

صفحۂ ہستی پہ ظالم! کیا وہ تھے حرفِ غلط؟
یوں مٹانے سے بھلا اب تجھ کو کیا حاصل ہوا

معدنِ لطف و وفا و مصدرِ اوصاف تھے
ہائے قسمت آج اُنکے غم میں ہے آہ و بکا

کیا بگاڑا تھا تِرا، اے گردشِ دورانِ چرخ
ہم سے ظالم! تونے بدلا ہائے کس دن کا لیا

دیکھتے ہی رہ گئے اب ہا! وہ روشن چراغ
کیا ستم ہے اے خدا! بادِ فنا سے بجھ گیا

دو پہر بھی دن کی جب چھوڑا سرادہر کو
روز تھا گروار کا، اور ماہ تھا بھادوں کا

شک جو نکلا فکرِ نصرت سے کہوں تاریخ میں
تھا تو راجہ بھی ولے ہر اک کا بس محبوب تھا

۱۸ ۵۳ سنہ

از فکر عالی جناب معلّے القاب مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب
نواب حیدر یار جنگ بہادر طباطبائی المتخلص بہ نظم

کیا ہو گئے ہائے راجہ محبوب
کیونکر غم جاں گسل نہ ہو نظم
مضطر ہیں فراق میں یوں تیرے
شاگرد عزیز تھے وہ میرے

طبع زاد ابو المعالی جناب مولوی سید محمد وصی صاحب وصی صغیر دار عدالت العالیہ

مرگ شباب ہائے قیامت سے کم نہیں
سال وفات یہ بس فصلی میں کہہ وصی
ہر ایک محو نالہ و آہ و فغاں ہے آج
محبوب راج جب کہ مرے بیکنٹھ میں ہے راج

۱۳۴۰ ف

طبع زاد جناب مرزا حسین صاحب حیدر آبادی تلمیذ حضرت راجہ باقی مرحوم

کیا ریاض زندگی میں آ گئی باد خزاں
ہر طرف آثار مایوسی کے ہیں چھائے ہوئے
نغمہ سنجان چمن میں آج ہیں محو فغاں
پھول مرجھائے ہوئے ہیں غنچے کمھلائے ہوئے

آ مرے غمگسار سامنے آ — تجھ سے ہے ایک مشورہ لینا
کس سے پوچھوں صلاح تو ہی بتا — کون ہے ہم خیال تیرے سوا
راز یہ کان دھر کے سن لینا — غم کے گلشن سے پھول چن لینا
ایک گنجینہ تھا کہ تھا معمور — پر فضا پر تجلی و پر نور
اک چمن تھا ہرا بھرا گویا — نہ خزاں کا تھا جسکو ہاتھ لگا
باغباں نے بنا کے گلدستہ — کر دیا مثل راز سربستہ
آخر کار وقت آ ہی گیا — فلک فتنہ گر نہ دیکھ سکا
غالباً آپ نے نہیں سمجھا — سوچتے تو سمجھ میں آجاتا
نار غم مشتعل ہے ہر دل میں — نہیں محبوب راج محفل میں
ہائے اے گردش زمانہ ہائے — کون کب تک کہے فسانہ ہائے
کام بگڑا ہوا سنوارے کون — جانے والے کو اب پکارے کون
بیکسی کی زبان حال ہوں اب — ہمہ تن صورت ملال ہوں اب
صدمے کب تک سہا کرے کوئی — ہاتھ کب تک ملا کرے کوئی
ابھی دنیا میں کام باقی تھے — سینکڑوں انتظام باقی تھے

رنگ بو ہو کے اڑ گیا بالکل — اب گلدستہ ہے نہ کوئی گل
شاعرِ بے مثال کیا کہنا — میرے نازک خیال کیا کہنا
دل ہی جسکا مزا اٹھاتا تھا — شورِ تحسیں لبوں تک آتا تھا
خلق ایسا کہ خلق سے تھا ملاپ — بھائی نرسنگھ راج کے تھے آپ
وہ بھی کیا وقت کیا زمانہ تھا — کس کو معلوم کیا فسانہ تھا
ہر طرح کا علاج تھا جاری — تھی مگر اور مرضیٔ باری
جان لینے کی تھی یہ بیماری — زندگی جس سے ہو گئی بھاری
ایشور سے دعا ہے صبح و شام — رشتہ دارونکو شانتی ہو مدام
ہو نصیب آپکو جو ہو مرغوب — شاد بیکنٹھ میں رہیں محبوب

(یہ تواریخ دیر سے وصول ہونیکی وجہ بعد میں شریک ہوئی ہیں)

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب مولوی بدر مرزا صاحب متخلص بہ بیگم

بامروت قدر دان عالی نسب والا ہمم — رنج دیکر سب عزیزوں کو گئے دنیا سے آج
مصرعِ تاریخ یوں بیگم نے فصلی میں کہا — ہو گئے سنتا ہے بیکنٹھ میں محبوب راج

۱۳ ف — ۱ھ

قطعۂ تاریخ ایضاً

دوست احباب تمام مضطر الحال ہیں
کہتے ہیں محبوب راج چھٹ گئے ہم سب سے آج
مصرعِ تاریخ یہ آہ جو نکلی کہا
وہ ہو بیکنٹھ باش چھوڑ کے دنیا کا راج

۱۳۵۶ - ۶ = ۱۳۵۰ھ

ہائے بھائی

کیا بھائی اور پیارا بھائی یہ جدا جدا الفاظ ہیں نہیں نہیں۔ لفظ بھائی سب میں ہے اور وہی محبوب ہے۔ کیا یہ وہی نام ہے جو برسوں تک زبان سے نکلکر میرے کانوں میں گونجتا رہا۔ کیا یہ وہی لفظ ہے جو سالہا سال تک کانوں ہی نے نہیں سنا بلکہ آنکھوں نے بھی اُس محبوب صورت اور سیرت کو دیکھا کیا۔ مگر ہائے اُس پیاری اور مقبول صورت کو دل بھر کر نہ دیکھا نہ کبھی دیکھکر یہ سمجھا کہ وہ ابد سقد جلد ویکھتے دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو جائیگی ع رو کہ گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد لفظ محبوب کتنا پیارا ہے اسمیں کیا شان محبوبیت ہے۔ ایسے بھائی اور محبوب بھائی کی ہر بات ہر فعل دلکو بھاتا ہے۔ ہائے ایسا بھائی اب بھی کہیں

دنیا میں موجود ہو گا جو میرے بچھڑے ہوئے بھائی کی یاد دلائے۔ اور اُسکے بیش بہا بے نظیر اور بے بدل اوصاف سے بھائی بننے کا مستحق کہلائے بھائی محبوب راجہ تم کہاں گئے۔ کیا واقعی تم عارضی طور پر گئے ہو یا دائمی مفارقت کا داغ دیگئے۔ میرا دل نہیں مانتا کہ تم نے دامی داغ دیا ہو تمہاری محبت میں کہاں تک صداقت تھی یہ میں زبان سے کہنا یا قلم سے لکھنا نہیں چاہتا۔ میرا دل جانتا ہے اور دین و ایمان۔ واقعی تم "برادر عزیز از جان" تھے ایسے برادر حقیقی نہ تھے جنکی شان میں بد قسمت بھائی "دشمن حقیقی" کے حقیر لقب سے ملقب کیا کرتے ہیں تم محبت کی اصلی اور بولتی تصویر تھے جنکی تصویر سے قلب کی حالت بدل جاتی ہے۔ تم میرے حکم و اشارہ کو اپنی تقدیر سمجھتے تھے۔ تم نے عمر بھر میں کبھی میری کسی بات کو نہ ٹالا۔ کبھی مجھ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ناخوش نہ ہوئے۔ تمہاری سچی برادرانہ محبت اب کہاں دیکھوں۔ کون دکھائیگا۔ کس جگہ جاؤں اور ڈھونڈوں۔ کون سنائے گا۔ دل ہوستا ہے۔ کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے جب تمھاری یاد آتی ہے۔ میں بے قابو اور بے اختیار ہو کر یہ چیزالاپتا

اور گھنٹوں روتا رہتا ہوں جب تمہاری محبوب صورت خیالی نظروں کے سامنے پھرنے لگتی ہے۔ "بھائی بنا گھر سونا رے"
ہائے بھائی! اچھے بھائی! پریمی بھائی، کیا اسی دن کے لئے محبت کی تھی کیا محبت کا یہی انجام ہونا تھا کہ دم کے دم میں تم مجھ سے بچھڑ جاؤ۔ کیا محبت ایسی بری بلا ہے کہ ہر اس کا گاہک تڑپ تڑپ کر جان دے۔ کیا اسی لذت پر عاشقان خدا قربان ہوتے ہیں۔ کیا یہی وہ منزل ہے جو جان کی بھینٹ لیکر اپنا دیدار اور قرب میسر کراتی ہے۔ کیا اسی کا نام عشق ہے اور محبت ہے۔ محبت و عشق حقیقی ہی مستحکم سہی مگر جب دنیوی محبت میں یہ غمگساری اور دلگداز مراحل ہیں تو اس کا حال خدا ہی جانے اس لئے ہندی کا مشہور و ممتاز شاعر کہتا ہے۔

پریم پیالا جو پیئے سیس دکشنا دے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لے

سنت کبیر داس جی

ترجمہ

محبت کا پیالا جو پیئے اس کو سر کی بھینٹ چڑھانی ہوتی ہے۔ دنیوی حرص و آز

کا بندہ سمر نہیں دیکھتا صرف پریم و محبت کا نام لیا کرتا ہے۔ وفادار
بھائی تم نے جو ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ "میرے سامنے اسلئے مر و گے کہ میرا
مرنا نہ دیکھو" وہ کر دکھایا۔ تم بات کے دھنی تھے۔ تم نے جو زبان سے کہا تھا
اُسے پورا کر ہی دکھایا۔ مگر مجھے کیوں تنہا زندہ چھوڑا۔ انتہا سے وفاداری
و محبت میں یہ عمل کیا۔ ہائے بے وقت منہ موڑنے میں کیوں جلدی کی
مجھے سنہ ۳۲ف کے اس واقعہ عظیم کی خوب یاد ہے جو میری شریک زندگی کی
وفات نے مجھے ترک دنیا و لباس پر آمادہ کر دیا تھا مگر وہ تمھاری ہی
محبت برادرانہ تھی جو گھر میں محبت کی زنجیروں میں باندھکر آزاد کبھی میدان
میں قدم بڑھانے سے نہ روکتی تو آج یہ روز بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا جو
بھائی اپنے ایسے پرستار محبت بھائی کا فراق و صدمہ سہے اور اپنی آنکھوں
یہ انجام دیکھے وہ جیتے جی جلجائے تو برا نہیں۔ وہ زندہ دفن کر دیا جائے
تو اچھا ہے۔ اس کے تڑپنے والے دل کو ذبح کرکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے
تو ثواب ہے۔ اس کو عمر بھر کے اضطراب و بے چینی سے بچانے کے لئے اُس کا
فوراً خاتمہ کر دیا جائے تو حرج نہیں۔ بھائی تم ہی تو تھے جو سنہ ۱۲ ہجری میں

پیدا ہو کر میرا ساتھ بچپن کے کھیل کود میں دیا۔ مڈل کی مدرسۂ عالیہ و گورنمنٹ
ہائی اسکول میں تعلیم پائی۔ پنجاب میٹرک میں شریک ہوئے ملازمت
اختیار کرنے کے قبل زراعت کیجانب راغب ہو کر اپنی اس اَن تھک محنت
اور کوشش کا عملی ثبوت دیا۔ صبح کے چار بجے سے جورات کے (۱۲) بجے
تک عام مزارعین کیطرح مصروف بکار رہتے تھے اسکے بعد صنعت و حرفت
کی طرف رجوع کی اور کارخانہ صنایع دکن قایم کرکے اس کو بے انتہا
فروغ دیا۔ اور اپنے ہاتھوں پارچہ باقی کی نئے قسم کے ڈزائین (نمونے)
وضع کئے اور "جاترائے کیشوگیری" میں سب سے پہلے مصنوعات ملکی کی ابتدا
کی اور پھر "جاترائے الوال" میں ایک عالیشان نمایش کے مہتمم منتخب ہو کر
اپنی قابلیت و مذاق خداداد و حسن انتظام کے باعث بے حد مقبول عام و
خاص ہوئے چنانچہ عالیجناب معلے القاب راجایان راجہ سر کشن پرشاد
مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ دام اقبالہٗ نے اس کو نظر پسندیدگی سے ملاحظہ
فرمایا اور خود حضرت جہاں پناہی ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی متعالی
مدظلہ العالی نے بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ متعدد

یوروپین و ملکی عہدہ داروں نے اسکی بیحد ستایش کی میرے ہی اصرار
پر تم نے ملک و مالک کی خدمت پر کمر باندھی اور ۱۶ امرداد سنہ ۱۳۲۴ف میں
اولاً نائب حکومت اور ۱۴ امرداد دی بہشت سنہ ۱۳۲۳ف میں سر رشتہ کروڑگیری
میں بوجہ فارغ الامتحان اور موعود الخدمتہ مہتمی ہونے کے خدمت اختیار کی
یہاں ہر ایک سے تمنے ایسا اچھا اور شریفانہ سلوک و برتاؤ کیا جس کی
وجہ سے بوڑھے سے لیکر کم عمر تک اور منشی سے لیکر ملازم جوان تک تمہاری
یاد کرتے اور تمہارے اوصاف پر آنسو بہاتے ہیں۔ آبائی خدمات کے
سلسلہ میں تم سر رشتہ دار جمعیت صرفخاص مبارک تھے اور سر رشتہ دارو
پیشکار احشام قلعہ ظفر گڈہ و لقہ ضلع ورنگل و منصبداروں میں تمہیں خاندانی
سلسلے سے شرکت کا اعزاز تھا تمنے اپنے مالک کی بہی خواہی کو فرض عین
سمجھا اپنے آقا کی شان اور تعظیم میں یوں مدح سرائی کی۔

راحت نصیب ہوگی نہ محبوب کیوں تجھے | عثمان سا بادشاہ دکن حکمراں ہے اب

ایضاً

محبوب حکومت یہ امارت یہ سخاوت	زیبا شہ عثمان علیخان کیلئے ہے

اسی کے ساتھ کایستھ سبھا کے سکریٹری منتخب ہو کر قومی خدمات نہایت آب و تاب سے انجام دیں بہت سی اصلاحیں کیں۔ اتفاق اتحاد میں جدّ و کوشش کی۔ کایستھ پاٹھ شالہ اور کایستھ منصبداروں کی انجمن اتحاد باہمی کے عرصہ تک رکن انتظامی رہے۔ قوم کی نسبت تمھارا یہ خیال تھا

شعر مرحوم

قوم کے شیدا ہو اور قومی ہو ارمان دو
کچھ نہ کچھ آثار چھوڑ جاؤ اپنے نام کے لیے

عالیجناب معلی القاب سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر **شاد** دام اقبالہ کے فیض صحبت نے تمھارے آبائی اور پشتینی مذاق شاعری میں سلسلہ جنبانی کی ابتدا حضرت **شاد** دام اقبالہ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا اور پھر حسب ہدایت وارشاد عالیجناب ممدوح حضرت مولانا مولوی حافظ جلیل حسن نواب فصاحت جنگ بہادر **جلیل** کے حلقۂ شاگردی میں شرکت کا فخر حاصل کیا۔ تم مہاراج کی ذات والا صفات سے دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ تمھارے اشعار اسکے گواہ ہیں۔

اب قدر سخن کیا ہو پرساں ہی نہیں کوئی
شاعر کا سہارا بس شاد کا ایوان ہے

گذارے ہیں جس لطف سے شاد نے دن
نہ گزرے گا ایسا زمانہ کسی کا

خدا شاد کو رکھے شاداں و فرحاں
نہیں ایسا اچھا زمانہ کسی کا

دکن کو تفاخر ہو کیونکر نہ اپنے صدر اعظم پر
بنے ہیں سیکڑوں مفلس تونگر شاد کے گھر سے

تم ہمیشہ اپنے استاد کے مداح اور ثنا خواں رہے۔ انکی خدمت اور آداب
کو باعث سعادت سمجھا۔ تمہارے اشعار سے اس کا ثبوت ملتا ہے

کیا ہو محبوب رقم مدحت استاد جلیل
چند ہی دن میں رنگی خوب طبیعت میری

کیوں نہو محبوب کا مقبول اور سیر کلام
ہے خدا بھی مہرباں اور مہرباں استاد بھی

ڈیوڑھی عالیجناب سر مہاراجہ صدر اعظم بہادر کے ہر مشاعرہ خاص میں
غزل کہنے کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور مرنے کے چند دن قبل جو غزل لکھی
اسمیں ایسے اثر انداز اور پر درد اشعار لکھے کہ غزل کے ہر شعر پر صدائے
آفرین و تحسین بلند ہوئی۔ تمہارا کلام دوست و اعزا کو جو بعد طبع پیش ہوگا
وہ بقول تمھارے تمھاری یاد دلانے اور رلانے کے لئے کافی ہے اور
تمھارے شناساؤں کے تڑپانے کے لئے بہت کچھہ ہے۔

نہیں گر دولت و حشمت تو اے محبوب جانے دو
جہاں میں سب کو یاد اپنی دلائیگا سخن اپنا

تم گھوڑے کی سواری خوب جانتے تھے تو موٹر رانی میں بھی خاصہ ملکہ تھا
کشتی بنوٹ سے خوب واقف تھے تو بندوق چلانے میں بھی خاصی مشاق
تھی اور تیرنے میں بھی اچھا دخل تھا۔ کھانا پکانے میں ممبصر تھے تو کھلانے
کا بھی خاص نداق تھا۔ تم خودداری کے دلدادہ تھے اور خوشامد سے
ہمیشہ نفرت کیا کرتے تھے۔

عجب غیور طبعیت ہی تیری اے محبوبؔ کسی کی تجھ کو خوشامد ذرا نہیں آتی

بزرگانِ دین کی اطاعت اور خدمت کو باعث برکات و ثواب
سمجھتے تھے۔ صرف ذاتی تجربہ اور معلومات کی بناء پر کسی پر اعتقاد لانا
ازبس ضروری اور کافی خیال کرتے تھے۔ تمھارے دوست تمھارے دلداد
تھے تو عزیز بھی فدائی اور غمگسار۔ تمھارا ہنسمکھ چہرہ ابھی تک ہر ایک کی
یاد میں ہے اور سب اسی خوش مزاجی اور زندہ دلی کو یاد کر کے تڑپتے ہیں
مکرمہ معظمہ عالیجناب والدہ صاحبہ قبلہ اور بزرگ عزیزوں کی خدمت اور
تعظیم میں تمنے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تم کو اپنے والد بزرگوار راجہ گردھاری پرشاد
محبوب نواز ونت باقی پر بجا فخر و ناز تھا اور ہمیشہ اسکا پاس و لحاظ کرتے تھے

محبوب جسقدر بھی کرو ناز ہے بجا　　　تم اُس کی یادگار ہو جو نام کر گئے

تم ہمیشہ اپنے بچوں کو یہ تلقین و ہدایت کرتے رہے کہ وہ ہر کام میں اولاً میری اجازت کو مثل اپنی ذات کے حاصل کریں۔ تم نے میرا وہ ادب کیا کہ آج کوئی لڑکا اپنے باپ کا ہنیں کرتا۔ تم نے بھائی کی سچی محبت اور اُسکے اصلی جذبات کو مکمل کرکے دکھلایا جو آجکل بالکل کمیاب اور نادر ہیں خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ برادرانہ محبت کا قحط الرجال ہے اور حقیقی بھائی پن مفقود ہوتا جاتا ہے۔ خود غرضی پر سب محبتیں اور الفتیں نثار ہو رہی ہیں اے بھائی ایسی مثال کا قائم کرنا یہ تمہارا ہی کام تھا۔ تم نے ایسی انوکھی نظیر قائم کی کہ لوگ ہمتیں "کلجگی لچھمن" سے تشبیہ دینے لگے اور متعدد خاندان تمھاری نظیر لیکر اپنے بھائیوں کو تلقین کرتے ہیں تم میں یہ صفات کیوں نہ ہوتے کہ تمھارا نام اُس پاکیزہ اور مقدس وجود با برکات کا رکھا ہوا تھا کہ جسکو آجتک دنیا محبوب کہتی ہے اور جس کے پوجنے سے ہر مذہب و ملت کے افراد تسکین پاتے ہیں وہ آصفجاہ سادس حضرت غفران مکاں علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ تم نیکیوں کے نمونے تھے کہ مرتے دم بھی نام خدا کا ورد کیا

اور اپنے عزیزوں سے وفات کے دو دن پہلے تقاضائے پیہم کرکے ڈیڑھ
دو گھنٹہ تک ورد کرایا۔ تم نے زمانۂ علالت کی دونوں ملاقاتوں میں
عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان سرکشن پرشاد مہاراجہ یمین السلطنت مشکار
وصدر اعظم بہادر دام اقبالہٗ سے دنیا کی بے ثباتی، زندگی سے بے خواہشی
اور مالک حقیقی سے لو لگانے کے خیالات کو نہایت استقلال اور صفائی سے
ظاہر کیا۔ حالانکہ اُس وقت تنفس زیادہ تھا۔ دم پھولتا تھا۔ دم نے
آخر دم تک چین لینے نہ دیا۔ نہ ہی دل بھر کر بات کرنے کی مہلت دی مگر
تم کو جو کچھ کہنا تھا تم نے ۴ سرآبان سنہ ۱۳۲۸ف پنجشنبہ کے دس بجے دن تک
کہدیا اور یہ کہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

سری رام کہہ سری رام کہہ	چل کوچ کا آیا ہے وقت ۱۲
اُف نہ نکلیگی میں جل جل کے مر جاؤنگا	تو جو شمع ہے تو پروانہ بنا ہوں میں بھی
زاہد ہمارے حق میں تم ایسی دعا کرو	تصویر یار آنکھ میں ہو وقت مرگ بھی
ہے قصد جانے کا معبود دو جہاں کی طرف	مکاں میں چھوڑ کے جاتا ہوں لامکاں کی طرف
تا زیست یا الٰہی وہ بے آبرو نہو	محبوب سے بھی جاکے تو پروا نہیں مگر

میرے دل کی اگر ہے آرزو یارب تو اتنی ہے
کہ نیک انجام ہو خوبی سے میری زندگانی کا

تمہارے خیالات اور سچے جذبات کا اس سے پورا پتہ چلتا ہے

بجز رضا کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا
بغیر حکم کسی کی قضا نہیں آتی

یہی ہے ریاضت یہی ہے طریقت
نہ محبوب تم دل دکھانا کسی کا

تمہاری تعریف عمر بھر بھی کی جائے تو کم ہے اور اس کی تفصیل کیلئے ایک دفتر کا دفتر چاہیئے۔

عمر جتنی ہے مری وہ نہیں کافی کچھ بھی
جتنے انفاس ہیں توصیف میں قاصر ہیں ترے

ایک ستم رسیدہ اور حقیقی بھائی سے بچھڑا ہوا بدقسمت بھائی

نرسنگھ راج

شکریہ

مرحوم برادر عزیز کے تواریخ وفات کہنے میں بزرگانہ اور پر محبت ہمدردی کا جن جن حضرات نے اظہار فرمایا ہے اُس کا میں تہ دل سے شکریہ عرض کرتا ہوں۔

تواریخ کے دیر سے وصول ہونے اور مالکِ مطبع کی علالت وغیرہ کے باعث یہ کتاب خلافِ توقع دیر میں پیش ہو رہی ہے۔

نرسنگھ راج

مطبوعہ
تاج پریس
حیدرآباد دکن